مسلمانو!
سنِ ہجری اپناؤ

مصنف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحاج الحافظ

مفتی محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡنَ ﷺ

مسلمانو!
سنِ ھجری اپناؤ

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

فقیراس مضمون کا آغاز جناب مولانا ڈاکٹرعبدالفتاح صاحب بلوچ پنوعاقل سکھر(سندھ) کی نظم سے کرتا ہے۔

مسلمانوں سے میری التجا ہے ؎		وہ سمجھیں دین کا عرفان کیا ہے
اگر سوچیں تو یہ عقدہ کھلا ہے		نصاریٰ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے
ہمارا عیسوی سن سے تعلق		بجائے خود بھلا ہے یا بُرا ہے
مسلمانو بس اتنا سوچ لیتے		کہ تقلید نصاریٰ ابتلا ہے
اسیرانِ فریب مغربیت		میرے اشعار کا یہ مدعا ہے
سن ہجری ہماری آبرو ہے		سن ہجری ہمارا ارتقا ہے
سن ہجری کے احیاء کا تصور		ہمیں فاروق اعظم نے دیا ہے
سن ہجری فقط سن ہی نہیں ہے		ہماری عظمتوں کا رہنما ہے
سن ہجری سے ہوں گے متحد ہم		یہی ایک بہتری کا راستہ ہے
نہ سمجھا وقت کی قدروں کو ہم نے		ہماری عقل کا حافظ خدا ہے
سن ہجری ہماری زندگی ہے		سن ہجری سے ہی جہد بقا ہے
سن ہجری مروج کیجئے کہ		سن ہجری رہین مصطفیٰ ہے

؎ اپیل اُویسی غفرلہ۔فقیر ڈاکٹر صاحب کی طرح عاشقانِ رسول ﷺ و محبانِ اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ خدارا سنِ ہجری کو اپناؤ مسلمانو!۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

﴿پیش لفظ﴾

اہل اسلام کا مذہبی سنہ ہجری ہے جسے خلیفہ دوم سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جاری کیا مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے اسے یکسر نہ صرف بھلا دیا ہے بلکہ عملاً مخالفت میں پیش پیش ہیں۔(اِلَّا قَلِیْلًامِنَّا)

حالانکہ ہجری سنہ ہمارا قطب نماز اور قدیم یادگار ہے۔جس کا احیاء واجراء اور فروغ اسلام کی بہترین خدمت ہے کیونکہ اس سے قوم میں تاریخ اسلام کے ساتھ لگاؤ، اسلاف کے ساتھ تعلق اور راہ خدا میں ہجرت وقربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور رضائے خدا اور خدمت اسلام کے لئے مصائب کا مقابلہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔کاش! ہمیں اس متاع عزیز کو برقرار رکھنے کی معمولی سی فکر دامن گیر ہوتی۔

عوام سے خواص علماء ومشائخ تک عیسائیوں کے سنہ عیسوی کے نہ صرف دلدادہ ہیں بلکہ عملاً اس کی اشاعت و ترویج میں اتنا منہمک ہیں کہ اگر کوئی بھول کر بجائے عیسوی کے سنہ ہجری لکھ دیتا ہے تو اسے دقیانوسی ملا ازم اور نا معلوم کن کن خطابات سے نوازتے ہیں حالانکہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ عیسائیوں میں عقیدہ کے مطابق مروجہ سنہ عیسوی آغاز معاذ اللہ (نقل کفر کفر نباشد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوتا ہے۔جس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی انگریزی تاریخی کتبہ کو آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو ـــــہ ء کے آگے آپ کو اے ڈی (A-D) لکھا ہوا نظر آئے گا جو کہ (Anno Domini) کے مخفف کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس کا مطلب (In the year of Lord) ہے یعنی کے عیسائی ان کے اپنے عقیدے کے مطابق اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے گنتے ہیں۔

افسوس کا مقام ہے کہ ایسا ـــــہ ء کہ جس کے آغاز عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شمار کیا جائے ہم مسلمانوں کے لئے کس طرح قابل استعمال ہوسکتا ہے جبکہ یہ نظریہ عقیدہ قرآنی [1] کے سراسر منافی ہے البتہ مرزائی قادیانی اُمت کے لئے عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح روا ہوسکتا ہے۔

ایک غیور مسلمان کب گوارا کرسکتا ہے کہ وہ ایسے ـــــہ ء کو اپنائے جو قرآنی عقیدہ [1] کے مخالف اور صراحۃً مخالف

[1] چونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا کئے گئے۔

ہے۔جس کا لکھنا اور اپنانا گناہ اور صریح جرم ہے پھر دوسری طرف غور فرمائیے کہ ہمارا ایک رفیع الشان سنہ ھ موجود ہے۔

علاوہ ازیں مسلمان محمدی ہوکر انگریز مسیح کے سنہ ء کو کیوں اپنانا گوارا کرتا ہے۔جبکہ اسے معلوم ہے کہ انگریز ہمارے جان وایمان کے دشمن ہے۔

اسی وجہ سے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے قمری حساب رکھنے کو مسلمانوں کے ذمہ فرضِ کفایہ قرار دیا ہے۔لہٰذا ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہم اسلامی تاریخ محمدی سنہ ھ کی اہمیت کا احساس کریں۔انگریز کی ذہنی غلامی سے آزاد ہوں اور انگریزی تواریخ وروایات کی ترویج کے بجائے اپنے دینی ملی شعائر وروایات کا احیاء وتحفظ اور ان کی نشر واشاعت کریں۔

سنہ ھ کی ترویج احیاء کا بہترین طریقہ: روزمرہ کی خط وکتابت کے ساتھ ساتھ ڈاک کے ٹکٹوں،کرنسی نوٹوں اور سکوں،شادی کارڈوں،سائن بورڈوں،اشتہاروں،اعلانوں،دفتروں وحوالہ جات اور دیگر صدہا اُمور میں صرف سنہ ھ ہجری کی مقدس ومطہر تاریخیں درج کریں۔اس فراموش شدہ سنّت کو ازسرنو زندہ کر کے دکھلا کر سو شہیدوں کا مرتبہ حاصل کریں۔

اگر بجبوری انگریزی عیسوی تاریخ لکھنا ہو تو بھی اسلامی تاریخ و سنہ ھ کو انگریزی تاریخ و سنہ ء پر اولیت و فوقیت ہو۔اہلِ خیر حضرات ہجری سنہ ھ کے کلینڈر کثیر تعداد میں چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کرائیں۔اگر ہوسکے تو فقیر کے رسالہ ہذا کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے عوام تک پھیلایا جائے تاکہ سنہ ھ کی اہمیت معلوم ہو۔عوام امراء وعلماءِ کرام ومشائخ حضرات خصوصیت سے متوجہ ہوں۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ، یکم ستمبر ۱۹۶۹ء شب منگل بعد نمازِ عشاء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

اما بعد! فقیر اُویسی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اسلام کے ہر مسئلہ کی ترویج میں عملی کاروائی پر زور دیں تا کہ اسلام کو تازگی نصیب ہو۔ ہر غیر مسلم کا انہماک دیکھئے کہ وہ اپنے ہر مذہبی چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کی ترویج میں تن دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ اپنے ہی مسائل کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر رہے ہیں اور پھر ہماری ہی شوم بختی سمجھئے کہ ان مسائل کو مٹا کر غیروں کے اطوار کو اپنانا اپنی ترقی سمجھتے ہیں مثلاً تاریخ نویسی یعنی سن وغیرہ خطوط و دیگر نجی ضروریات میں سن ہجری کے بجائے سن عیسوی لکھنے کو دیکھئے۔ فقیر نے یہ چند سطور باشعور مسلمانوں کے لئے لکھ دیئے ممکن ہے کسی بندۂ خدا کو اس طرف توجہ ہو جائے۔

سنین وشھور کی ابتدا: سنین وشہور ہفتوں اور دنوں کے رواج اور اس کے موجودہ رائج کندوں کی صحیح تاریخ کا معلوم ہونا ایک نہایت دشوار ترین امر ہے لیکن قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تقسیم زمانی اور روزِ ایام کا حساب ابتدائے عہد انسانی سے ہے خواہ اُس کی صورت ونوعیت کچھ ہی کیوں نہ ہو مختلف سنین وشہور اوران کے جدا جدا ناموں کا وجود اس کی کافی دلیل ہے۔

اگر چہ تاریخ میں اکثر حالات وواقعات (ق۔م) کے اشاروں کے ساتھ بلاتعین شہور وسنین ملتے ہیں اور اس سے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ ابتدائے عہد انسانی میں سنین وشہور کا رواج نہیں تھا لیکن قرآن حکیم کا اعلان ہے کہ

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ

(پارہ ۱۱، سورۃ یونس، ایت ۵)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب۔

چاند کے تغیرات کو خالق کائنات نے اعداد وسنین اور حساب کے علم کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ تغیرات قمری ابتدائے آفرینش عالم سے مسلسل وپیہم جاری وساری ہیں۔ اس لئے ہمیں سنین وشہور کے تعین وتقرر کو ابتدائے نوع انسانی ہی سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش عالم کے ساتھ فطری طور پر ماننا پڑے گا۔ بہر حال یہ تقسیم زمانی حیات انسانی کے ساتھ ساتھ ہے۔

اسلام فطری مذھب: دیگر اقوام کے سنین سے متعلق ہم اس وقت کوئی بحث نہ کریں گے البتہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قمری حساب فطرت کے عین مطابق اور تمام اہلِ عالم کے لئے نہایت آسان اور سیدھا سادہ حساب ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ اسلام جیسے دینِ فطرت نے اسی حساب کو اختیار کیا ہے۔مسلمانوں کی بے حسی اور کم ہمتی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے کہ ہماری اسلامی حکومت پاکستان میں ہی نہیں بلکہ آزاد، مستقل اور کامل خودمختار ممالک اسلامیہ میں بھی اسلامی شہور وسنین کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔تمام محکموں، شعبوں اور دفتروں کے علاوہ کتابوں، رسالوں، جریدوں اور مکاتیب میں بھی سن مسیحی استعمال کیا جاتا ہے۔جرائد ورسائل کے سالنامے سن مسیحی کے آغاز ہی میں منائے جاتے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی تقریبات کے دعوت نامے اور شادی کارڈ حتیٰ کہ مذہبی جلسوں اور تقریبوں کی تاریخیں بھی عیسوی سن کے حساب سے مقرر کرتے ہیں۔اسلامی سال کے آغاز پر شاید ہی کوئی اخبار یا رسالہ چھپتا ہو؟

اسلامی خصوصیات سے ہماری دوری وبیگانگی اس حد تغافل تک ہی نہیں ہے بلکہ بعض جدت یا بدعت پسند حضرات سن انگریزی کی اشاعت ترویج کے لئے نجی کوششوں سے سن ہجری نبوی کو مسلمانوں کے لوحِ دل سے بھی محو کرنا چاہتے ہیں۔انگریز تو ہے ہی دشمن یہودیوں کی دشمنی اس سے بڑھ کر ہے۔اگر ہم عاشقانِ رسول ﷺ اور محبانِ اسلام ہوکر عملی طور پر اسے نہ اپنائیں تو ہم میں اور دشمنانِ اسلام میں فرق کیا رہا۔

ازالہ وہم: ہمیں اس سے اختلاف نہیں کہ حکومت ہائے اسلامیہ کے اُن خاص اور بین الاقوامی معاملات کے کاغذات، رجسٹرز، حسابات وغیرہ میں انگریزی تاریخ اور ماہ وسال استعمال کئے جائیں جن کا تعلق غیر اسلامی حکومتوں سے ہے۔لیکن حکومت اور پبلک کے اپنے مخصوص اداروں نیز تقریبات وتعطیلات، مکتوبات، اطلاعات، تصنیفات و تالیفات، جرائد ورسائل اور جنتریوں میں لازمی طور پر اسلامی سال وماہ اور تاریخوں کا استعمال کیا جائے کہ ہماری قومی و مذہبی خصوصیت اور امتیازی شان نمایاں ہوکر ہمیں تمام شعائرِ اسلام کی پابندی کی طرف مائل کرسکے۔

سنہ ہجری کی اہمیت و فضیلت: اگرچہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ ہی میں اسلامی تاریخ کی ابتدا ہوگئی تھی۔حضور اقدس ﷺ ہی نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوکر تاریخ وسنہ مقرر کرنے کا حکم فرمایا تھا لیکن صحیح ومحقق یہی ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے کئی سال بعد تک کوئی اسلامی تاریخ نہ تھی۔وصال شریف کے چھ سال بعد جب اسلامی مملکت کے حدود بہت وسیع ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بعض واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے اس برگزیدہ خلیفہ اسلام کو تاریخ مقرر کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

(۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ دار یمن نے لکھا کہ دربارِ خلافت سے جو احکام وخطوط موصول ہوتے ہیں۔ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کب کے لکھے ہوئے ہیں (اس سے بڑی دقت کا سامنا ہوتا ہے)

(۲)مدینہ سے ایک شخص یمن وغیرہ کی سیاحت کو گیا اور وہاں ماہ وسال کے عام رواج کو دیکھ کر مدینہ واپس آ کر بیان کیا کہ اہلِ یمن اپنی تحریروں میں ماہ فلاں اور سنہ فلاں لکھتے ہیں۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں شعبان کے مہینے میں ایک دستاویز پیش ہوئی جس کی میعاد بھی ماہ شعبان ہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معلوم نہیں گذشتہ شعبان مراد ہے یا موجودہ یا آئندہ۔ غرض ان اسباب اور مشکلات کو محسوس فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنہ قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی جمہوری اُصول کے پیش نظر عامۃ المسلمین اور ممتاز صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا کون سے واقعے اور کس سن سے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی جائے۔

چونکہ اس وقت حاضرین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقطہ خیال تک نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے دیگر ممالک کے سن مروجہ کو پیش کرتے ہوئے بعض نے اہلِ روم کا سن اختیار کرنے کی رائے دی جو ذوالقرنین کی تاریخ فتح سے شمار کیا جاتا ہے اور اکثر نے ایرانیوں کی تقلید کا مشورہ دیا۔ مگر پہلی تجویز پر یہ نقص ظاہر کیا گیا کہ یہ سن بہت بعید زمانہ کا ہے اس لئے مناسب نہیں اور دوسری تجویز کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ایرانیوں کا سن اختیار کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے یعنی ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی سے نیا سال (نیا جلوس) جاری اور پہلا سن متروک ہو جاتا ہے۔

اب چونکہ حاضرین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خیال کو سمجھ گئے تھے۔ اُنہوں نے اسلامی واقعات کو پیش نظر رکھ کر رائے دینی شروع کی۔ اگرچہ اسلام کے اور بھی ایسے اہم واقعات تھے جن سے تاریخ وسن کی ابتدا کی جاسکتی تھی لیکن چار واقعے ایسے عظیم الشان موجود تھے جن کے مقابلہ میں کسی دوسرے واقعہ کو وقعت دینا انصاف سے بعید تھا۔ وہ چار واقعات یہ ہیں۔

(۱) ولادت باسعادت۔ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت

(۲) بعثت مبارکہ۔ نبوت ورسالت کا ظہور

(۳) ہجرت طیبہ۔ بامر خداوندی مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت

(۴) وفات شریف۔ حضور ﷺ کا بظاہر اس عالم سے وصال

انہیں چاروں میں سے کسی واقعہ کی نسبت میں اپنے اذاہن سے کوئی فضیلت اور وجہ ترجیح سمجھ کر حاضرین نے مختلف رائیں پیش کیں۔

بعض بزرگوں نے کہا سب سے افضل اور عظیم الشان واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہے۔اس مبارک دن سے گویا دین اسلام عالم وجود میں آیا ہے لہٰذا اسی مبارک دن سے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی جائے۔

دوسرے بزرگوں نے کہا اس متبرک دن کی فضیلت مسلم ہے لیکن اسلام کی اصل وحقیقی ابتدا اس یوم مسعود سے ہوئی ہے جس روز حضور ﷺ ظاہری طور پر منصب رسالت ونبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں۔

چند حضرات نے کہا کہ یہ ایام اگر چہ نہایت بابرکت اور افضل ہیں لیکن حضور ﷺ کی وفات کے قیامت خیز اور دلوں کو ہلا دینے والے اور پھر کبھی نہ ہونے والے واقعے کی مانند اسلام میں کوئی واقعہ نہیں ہے۔اس سے اسلامی سن کا آغاز ہونا چاہیے لیکن چونکہ ایک نہایت صدمہ خیز اور حسرت انگیز یادگار تھی اس پر بھی اتفاق نہ ہوا۔

آخر میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس روز حضور ﷺ نے مشرکوں کی بستی کو چھوڑا ہے اور جس دن کی برکت وعظمت نے اسلام کی قوت میں ایک حیرت انگیز ترقی پیدا کردی ہے اور اس سے گویا اسلام کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوگیا وہی دن اس کا مستحق ہے کہ اسلامی سنہ کی ابتدا اس سے کی جائے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس رائے عالی سے دوسرے جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی اتفاق فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خود بھی یہی رائے تھی بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ بے شک اسی واقعہ سے اسلامی سنہ موسوم اور شروع کیا جائے۔اس مبارک زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے فیض قربت نے سینوں کو آئینہ بنادیا تھا، رنجش وکدورت کا نام ونشان نہ تھا، جذبہ تفوق کے ماتحت کسی کو اپنی رائے پر نہ اصرار تھا نہ ضد۔چنانچہ دوسرے صحابہ اور تمام مسلمانوں نے بھی اس رائے کی خوبی کو تسلیم کرلیا اور نہایت اتفاق واتحاد اور بڑی مسرت کے ساتھ یہ قیامت تک جاری رہنے والا سن مقرر ہوکر جاری ہوا۔

یہ مسئلہ حل ہوجانے کے بعد اس امر پر گفتگو ہوئی کہ کس مہینے سے حساب شروع ہو۔حضور ﷺ نے چونکہ ماہ ربیع الاوّل سے ہجرت فرمائی تھی اس لئے اُسی سے آغاز ہونا ظاہر تھا مگر بعض صحابہ نے رجب کے متبرک ومعظم مہینے کو پسند کیا جو أَشْهُرِ الْحُرُم میں داخل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ محرم الحرام اشہر حرم میں داخل اور شرعاً بھی نہایت معظم ہے۔حج کرنے والے حج سے فارغ ہوکر اسی مہینہ میں واپس آتے اور اپنی زندگی کی ایک نئی حالت کی ابتدا کرتے ہیں۔ اسی سے سن ہجری کا آغاز کرنا چاہیے۔

اس رائے کو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بالا تفاق پسند فرمایا اور محرم ہی سے سن ہجری کی ابتدا قرار دی گئی۔

اگر چہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے دو ماہ پیشتر سے حساب لگایا گیا ہے لیکن غور کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نکتہ رس اور صائب رائے پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ان خاصانِ خدا نے فی الحقیقت ہجرت کا اصلی اور واقعی مہینہ لے لیا ہے کیونکہ ذی الحجہ میں بیعت عقبہ ہوئی تھی (جس میں اہل مدینہ نے تشریف آوری کی التجا اور خدمت و جانثاری کا وعدہ واثق کیا تھا) اور اس کے بعد ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ اور تہیہ فرما لیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یارِ غار نے اُونٹنیاں بھی خرید کر تیار رکھی تھیں اور ارادہ کرنے کے بعد سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام ہی کا شروع ہوا تھا۔ (گو بعض وجوہ سے دو مہینے تک ارادہ پورا نہ ہوسکا)

بہر حال سن ہجری ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عطا کردہ تحفہ ہے۔مسلمان سوچیں کہ ہم کیسے محبوب تحفہ سے بے پرواہی کر رہے ہیں۔کل قیامت میں تحفہ دینے والے محبوبوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

مسلمان کا تعلق کس سے؟ مسلمان کا مقصد وحید صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بس پھر اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کہ مسلمان کو ربِ رحمٰن سے ملانے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس ان کی رہبری کے لئے اپنی سچی کتاب بھیجی یعنی قرآن مجید تا کہ وہ اس سے وابستہ ہو کر اپنے مالک حقیقی سے واصل ہو۔اس کتاب برحق یعنی قرآن مجید میں اپنی ہدایات وغیرہ کی تاریخیں اسلامی مہینوں سے منسلک فرمائی۔بعض کا صاف نام لے کر بعض کے اسماء اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے۔اب افسوس ہے اس نادانی پر کہ اس کا مالک تو اسے اسلامی مہینوں سے اس کی رہبری فرماتا ہے لیکن وہ اس کے دشمن انگریز کا کاسئہ لیس بن گیا ہے۔احکامِ الٰہی بذریعہ اسلامی تاریخوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

چند نمونے: قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۳۶)

ترجمہ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔

اور فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔

اورفرمایا: فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (پارہ۲،سورۃالبقرۃ،ایت ۱۸۵)

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

اورفرمایا: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ (پارہ۲،سورۃالبقرۃ،ایت ۱۹۴)

ترجمہ: ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام ہے۔

اورفرمایا: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (پارہ۲،سورۃالبقرۃ،ایت ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے۔

اورفرمایا: لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ (پارہ۲،سورۃالبقرۃ،ایت ۲۲۶)

ترجمہ: اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔

اورفرمایا: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (پارہ۲،سورۃالبقرۃ،ایت ۲۳۴)

ترجمہ: اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔

فائدہ: ان تمام آیاتِ مذکورہ سے واضح ہوا کہ رب تعالیٰ نے سال کے بارہ ماہ بنائے ہیں۔ان میں سے بعض مہینوں کا تشخص بعض عبادات یا بعض اُمور کے لئے فرمایا ہے مثلاً رمضان کے روزے فرض کئے اس میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی بار قرآن کا نزول ہوا۔جس شخص نے اپنی زندگی میں رمضان کو پایا اس پر روزہ فرض بتایا یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور فرمایا حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں ان میں ہی حج کیا جاتا ہے ان کے گزرنے سے حج کا وقت گزر گیا اور فرمایا جو لوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں یعنی وہ ان کے نزدیک نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔اس قسم کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی اور عورت کے نزدیک جانے کی مدت صرف چار مہینے ہے اس کے بعد وہ اس سے بائنہ ہو جائے گی۔اگر شوہر فوت ہو جائے اس کے پیچھے اس کی بیوی زندہ ہو تو وہ چار ماہ دس دن انتظار کرے اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہے تو وہ مختار ہے۔

دعوتِ غور فکر: اس سے صرف اسلام کا شیدائی غور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسے احسن طریق سے سمجھایا کہ اے مسلمان تیری زندگی کے تمام اُمور کا تعلق قمری یعنی عربی مہینوں سے ہے ہندی یا انگریزی سے نہیں۔مثلاً روزہ کی فرضیت رمضان کے مہینہ پر مبنی ہے اور حج کی فرضیت ذوالحج پر۔اگر چہ یہ مہینے انگریزی کی یا دیسی مہینوں میں سے

کسی مہینہ میں آ جائیں۔کئی اسلامی وقائع بھی انہیں مہینوں کی طرف منسوب ہیں مثلاً یوم عید میلا د النبی ﷺ ربیع الاول میں ،حضرت غوثِ اعظم جیلانی کا سالانہ عرس ربیع الثانی میں ،معراج شریف رجب میں ،شب برأت شعبان میں ،لیلۃ القدر رمضان میں ہوتی ہے۔مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس کے مہینے کو یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی ان مہینوں کی تعلیم دیں اور جو خواص وعبادات ان مہینوں سے وابستہ ہیں وہ ان کے ذہن نشین کرائیں لیکن افسوس کہ بچے تو کہیں رہے عمر رسیدہ لوگوں کو بھی عربی مہینوں کے نام نہیں آتے۔دیہات میں دیہاتی لوگوں کو ہندی مہینے از بر ہیں مگر عربی مہینوں کو نہیں جانتے یہاں تک کہ اگر کہا جائے کہ حضور ﷺ کو رجب کے مہینے میں معراج ہوئی تو پوچھتے ہیں رجب کس مہینے کا نام ہے۔

فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ

بے خبر مسلمان ہوشیار: فقیر ایک سال عیدالفطر کے دن مدینہ پاک سے انگلینڈ گیا تو وہاں مسلمان مرجھائے ہوئے محسوس ہوئے معلوم کرنے پر بتایا کہ عیسائی ،یہودی و دیگر غیر مسلم طعنہ دیتے ہیں کہ تمہاری عید چاند کی محتاج اور چاند رؤیت کامحتاج ہے اور تمہاری رؤیت تمہارے بس میں نہیں فلہذا ہمارا نظام شمسی ہی بہتر ہے کہ اسے اپنا لیا جائے تو کسی قسم کا جھگڑا نہ ہوا اور تہوار بھی خوشگوار۔

اس کا جواب جو فقیر نے عرض کیا وہ بعد کو لکھوں گا۔پہلے مندرجہ ذیل مضمون ایک رسالہ سے نقل کروں تا کہ طعنہ بازوں کے ہوش ٹھکانے لگیں۔

(۱) سن ہجری خالص قمری ہے۔قمری ہجری سال ۳۵۴ دن سے کم اور ۳۵۵ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا یہ سنہ جولین پریڈ کے 1948439 دن گزرنے کے بعد شروع ہوا ہے۔

(۲) اہل ہئیت نے سنین قمری کو دورِ صغیر و کبیر پر تقسیم کیا ہے۔3 سال قمری دورِ صغیر اور سات دورِ صغیر یعنی دوسو دس (210) سال قمری کا دورِ کبیر ہوتا ہے۔(سن ہجری کا پہلا دور کبیر ۱۵ھ ہجری کو ختم ہوتا ہے۔اس میں دس سال عہد نبوت کے ہیں باقی دوسو سال وہ ہیں جو حدیث الآیات بعد المائتین کے ہیں) دورِ صغیر 30 سال میں سے 19 سال 354 دن کے ہوتے ہیں اور ایام کی تعداد کے لحاظ سے ہر دورِ صغیر 10631 دن کا اور دورِ کبیر 74417 دن کا ہوتا ہے۔

(۳) ہر دورِ صغیر دوسرے دورِ صغیر کے ساتھ یہ مماثلت رکھتا ہے کہ جس ترتیب کے ساتھ پہلے دورِ صغیر میں قمری مہینے 29,29 یا 30,30 دن کے آئیں گے اور پچھلے دورِ صغیر کے تمام سال اور مہینے اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں سے بالترتیب پانچ دن بعد شروع ہوا کرتے ہیں۔

(۴) دورِکبیر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے دور کے برسوں اورمہینوں کے مطابق ہوتا ہے یعنی برسوں اورمہینوں کے شروع ہونے کے دن اوران کے دنوں کی تعداد بالترتیب بالکل وہی ہوتی ہے جو ماسبق دور میں تھی۔

(۵) نقشہ مندرجہ ذیل میں سنہ ہجری سے 1470 ہجری تک سالہائے ہجری کے شروع ہونے کا دن روایت عرب کے مطابق درج کیا گیا ہے اور 355 دن کے برسوں کو خطوط وحدانی میں دکھایا گیا ہے۔

نقشہ

تعدادایام عیسوی ازیکم جنوری دوشنبہ............... جدول تعدادایام سالہائے ہجری

تعدادایام عیسوی ازیکم جنوری دوشنبہ	سالہائے ہجری	تعدادایام	میزان افزوں ایام
227014	1	10	354
227068	(2)	355	709
227723	3	354	1063
228077	4	354	1417
228431	(5)	355	1772
228786	6	354	2126
229142	7	354	2480
229495	(8)	355	2835
229850	9	354	3189
230204	10	354	3543
230558	(11)	355	3898
230913	12	354	4252
231267	(13)	355	4607
231622	14	354	4961

5315	354	15	231976
5670	355	(16)	232330
6024	354	17	232330
6378	354	18	233039
6733	355	(19)	233393
7087	354	20	233748
7442	355	(21)	234102
7796	354	22	234457
8150	354	23	234811
8505	355	(24)	231565
8859	354	25	235520
9313	354	26	235874
9568	355	27	236228
9922	354	28	---
10272	354	29	---
10631	355	30	---

تعداد سالہائے قمری تعداد ایّا م ....جدول دورِ ہائے صغیر قمر معہ تعداد

تعداد ایام	تعداد سالہائے قمری	تعداد ایام	تعداد سالہائے قمری
148834	420	10631	30

223251	630	21212	60
297668	840	31893	90
372085	1050	42524	120
446502	1260	53155	150
520919	1470	63786	180
---	---	74417	210

غرہ سنہ ہجری کے دریافت کرنے کا درست طریقہ: (۶) نقشہ مندرجہ بالا سے کسی سال ہجری کے شروع ہونے کا دن معلوم کرنے کے لئے اس سال کو 21 پر تقسیم کریں تقسیم کے بعد جس قدر سال باقی رہیں ان کو سالہائے ہجری کے خانے میں دیکھیں (جو کہ ذیل میں ہے) خانہ (الف) کی سیدھ میں خانہ (ب) کے ہندسہ کے نیچے جو دن لکھا ہوا ملے گا اسی دن سے وہ سال ہجری شروع ہوگا۔ ان میں سے خانہ (ب) کے زیادہ سے زیادہ سال جو کم ہو سکتے ہوان کے نیچے اوران برسوں کے کم ہونے کے بعد جس قدر سال باقی رہتے ہوں ان کے مقابل ہی ہیں

دورہائے 30 سالہ (ب)								سالہائے ہجری (الف)				
180	150	120	90	60	30	210		سالہائے ہجری				
سہ شنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	یہ جدول جنتری کے مطابق ہے	25	17	9		1
یکشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	جمعہ		26	18	10		(2)
پنجشنبہ	شنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	سہ شنبہ		27	19	11		
دوشنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	شنبہ		28	20	12	4	
شنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ		29	(21)	(13)	(5)	
چہارشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	دوشنبہ			22	14	6	
دوشنبہ	چہارشنبہ	جمعہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	شنبہ			23	15	7	
جمعہ	یکشنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	شنبہ	دوشنبہ	چہارشنبہ		(30)	(2)	(16)	(8)	3

(۷) سنن ہجری وعیسوی کی تواریخ شہور کی مطابقت کے لئے ذیل میں جدول تعداد ایّام سال ہائے ہجری درج کی جاتی

ہے۔جب کسی سال ہجری کا غرہ اوراس کے مطابق عیسوی تاریخ ماہ وسنہ معلوم کرنا ہوتو جس قدر پورے سال ہجری گزر چکے ہیں۔ان ہجری سالوں کے دن جدول تعداد ایّام سال ہائے ہجری سے معلوم کرکے ان میں 227015 دن جمع کریں۔مجموعہ ایّام کے برابر دنوں کا شمار کرکے یکم جنوری ۱ ھ عیسوی یوم دوشنبہ سے بہ حساب جدید شمار کریں جیسا کہ سن عیسوی جدید کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے۔جس سال کے مہینے تاریخ عیسوی پر اس دن ختم ہوں اسی تاریخ عیسوی کو سنہ مطلوب ہجری کا یکم محرم ہوگا۔

(۸)اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال بعہد خلاف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاری ہوا۔یوم الخمیس 30 جمادی الثانی 17 ھ 9/12 جولائی 638ء حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبوت سے کیا گیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے مشورے سے محرم کو اولین شہور مقرر کیا گیا۔

(۹)سنہ ہجری میں ایک عجیب فضیلت پائی جاتی ہے کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صوت مجوزہ پر آتا ہے جو دنیا کے مروجہ سنین میں غالبًا کسی سنہ میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری خصوصیت اس کی یہ ہے کہ بہ لحاظ تداول واستعمال بھی سنہ ہجری دنیا کے اکثر مروجہ سنین سے قدیم سنہ ہے اگرچہ وہ اپنے اعداد کے لحاظ سے سنہ ہجری سے زیادہ پُرانے معلوم ہوتے ہیں مثلاً یکم محرم سنہ ایک ہجری 16 جولائی 5335 جولین کے مطابق

(الف)جولین پیریڈ کا سن بظاہر سنہ ہجری سے 5334 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔حقیقت میں یہ سنہ ہجری سے 989 سال بعد 1582 عیسوی میں وضع ہوا۔

(ب)سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرم سنہ ہجری کے دن 3۔آب 4382 عبری تھا۔اس لئے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے 4381 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر دراصل یہ 1582 ع میں وضع ہوا۔

(ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا آف برطانیکا)

(ج)سنہ سکندری کل جگ سنہ ہجری سے 3723 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر یورپین مؤرخین اور ہئیت دان تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سن چوتھی صدی عیسوی میں وضع کیا گیا تھا یعنی اپنے حساب سے 34 صدیاں گزرنے کے بعد اس کا نام عالم وجود میں لایا گیا۔

(د)سنہ سکندری سنہ ہجری سے 932 سال پہلے کا ہے مگر اپنی موجودہئیت میں نوزائیدہ ہے کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں

تک قمری مہینوں پر چلتا رہا ہے اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کردیا گیا ہے۔

(ھ) سمت بروشٹہ کے مطابق یکم محرم ۱ھ کے دن 26 ساون سمت 679 تھا۔اس لئے بظاہر سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے 678 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر ہندو اور یورپین محققین کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ سمت 798 بروشٹہ سب سے پہلے سال ہے جس کو سمت بروشٹہ کا نام دیا گیا ہے۔ چونکہ یم بہار (طرہ اول) سمت 789 بروشٹہ 23 جمادی اول 226 ہجری کے مطابق ہے۔اس حساب سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے 225 سال بعد شروع ہوتا ہے۔

(و) تاریخی طور پر سنہ سب سے پہلی دفعہ 478ع بمطابق 130 ہجری میں لکھا گیا۔

(ملاحظہ کلاسیکل ڈکشنری ، جی چمرانز)

(ز) عیسوی قدیم انگلستان میں 2 ستمبر 1753ع یوم چہارشنبہ مطابق 3 ذی قعدہ 1165 ہجری تک جاری رہا۔4 ذی قعدہ 1165 ہجری یوم پنجشنبہ کو حساب جدید کے مطابق 14 ستمبر 1752ع کو لکھا گیا۔

اسلام نے سال کا شمار قمری حساب پر رکھا ہے اور اس حساب قمری حساب کے برابر کرنے کے لئے کوئی لوند (کیسہ) کا مہینہ اختیار نہیں کیا گیا۔کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے ضروری تھا کہ شارع علیہ السلام اس نہج حساب کو پسند فرماتے جو فطرت کے اُصول پر مبنی بر مصلحت دین ہے۔اسلام کی اعلیٰ خصوصیات مساوات بھی ہے اور ایک خصوصیت اس کی ہمہ گیر بھی ہے۔اسلام نے ان خصائص کی حصانت وحمایت میں یہ پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں اور لون وغیرہ کے اضافے سے اس صفت تقلب ایام کا سدباب نہ کیا جائے۔ذرا اسلام کے رکن چہارم ماہ رمضان پر غور کرو کہ اگر نبی ﷺ ماہ صیام کے لئے شمسی مہینہ مقرر فرمادیتے یا قمری حساب میں لوند (کیسہ) لگانا منظور فرما لیتے تو نتیجہ کیا ہوتا۔حضور کریم ﷺ کا مقرر کردہ مہینہ خواہ گرم موسم کا ہو یا سرد موسم کا مگر لابدی حالت یہ ہوتی کہ نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ آسانی میں اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ تنگی وسختی میں پڑ جاتے۔کیونکہ علم جغرافیہ کے ایک طالب علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دسمبر جو نصف شمالی دنیا کا سرد اور سب سے چھوٹے دن کا مہینہ ہے وہ نصف دنیا کا گرم اور طویل دن کا مہینہ ہے۔ پس اسلام کی مساوات جہاں گیری کا اقتضاء ہی یہ تھا کہ اسلامی سن قمری حساب پر ہوتا اور کی حرکات کو انسانی اختراع لوند وغیرہ کو شمولیت سے کالعدم نہ کردیا جاتا۔

نظامِ اسلام: نہ صرف چاند بلکہ اسلام نے انسان کے ہر شعبہ کو آسانی عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جل جلالہ

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،ایت ۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس قاعدہ پر چاند کے متعلق بھی آسانی مدنظر ہے۔اس لئے نظام شمسی کے لئے گنتی کی محتاجی ہے اس سے انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے کہ جسے گنتی سے لگاؤ ہے وہی تاریخ بتائے تو کام بنے اور چاند گنتی کا محتاج نہیں۔ ہر چھوٹا بڑا، پڑھا لکھا ان پڑھ اپنے کام کا خود کفیل ہے۔دوسرے کسی کا محتاج نہیں لیکن جب وہ ان اُمور کی طرف توجہ ہی نہ دے تو اسے کون سمجھائے۔اسی لئے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نئے چاند کو دیکھنے کا حکم فرمایا۔جن مہینوں کا تہواروں (عیدین وغیرہ) کا تعلق ہے اس کے لئے واجب قرار دیا لیکن مسلمان خود ہی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا پابند نہ ہو تو اسے کون پوچھے لیکن یہ رؤیت بھی شرعی اُمور سے متعلق ہے ورنہ اگر حساب دانی پر اُمور کو منسلک کیا جائے تو قمری حساب شمسی حساب سے آسان تر ہے۔اس لئے علمائے اسلام نے کئی طریقے تیار فرمائے ہیں چند طریقے فقیر عرض کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو اپنے اُمور سے لگاؤ نہیں اور انگریز نے چالاکی سے اپنے اُمور کو بالا دستی تک پہنچا دیا۔مسلمان ذہنی طور پر اس کا غلام ہے اسلام سے بے بہرگی پر توجہ نہیں دیتا۔اسی لئے سمجھتا ہے کہ اسلام میں دشواری ہے اگر آج ہمیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا سربراہ مل جائے پھر ہم انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کو سورج سے زیادہ روشن فوقیت دکھا دینگے۔

ہر ماہ کے عربی مہینوں کی پہلی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ

جس مہینہ کی پہلی تاریخ معلوم کرنا ہے اس کے سنہ کو ۸ پر تقسیم کریں جو کچھ بچے دائیں طرف سے اس کو لیں اور جس مہینہ کی تاریخ مطلوب ہے اس کو اُوپر سے جس خانے میں دونوں آ کر ملیں اُس میں جو دن لکھا ہے اسی دن غرہ ہے اور اسی دن آٹھ پندرہ اور اکیس ۲۹ ہونگے اور اسی حساب سے بقیہ تواریخ کے ایّام بھی معلوم ہو جائیں گے۔مثلاً دیکھنا ہے کہ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ کی یکم کس دن ہوگی تو ۱۳۳۷ کو ۸ پر تقسیم کیا گو ایک بچا اس کو دائیں طرف سے لے کر رمضان شریف کے نیچے دیکھا شنبہ ملا معلوم ہوا کہ روزِ شنبہ کو غرہ رمضان ہوگا مثلاً ۱۳۳۷ تقسیم ۸ جواب ۱۶۷ اور باقی ایک بچا۔دوسری مثال ۱۳۳۷ کے شوال کا غرہ۔شوال کو نیچے دوشنبہ ملا معلوم ہوا کہ دوشنبہ کو غرہ ہوگا۔

انتباہ: یہ بلحاظ قواعد معلوم کرنے کا طریقہ ہے اس قاعدہ کا اثر احکام شرعیہ پر نہیں شریعت مطہرہ میں رویئت ہلال پر ہی مدار ہے۔

عدد	ربیع الآخر	جمادی الاولیٰ	محرم	جمادی الآخر	صفر	ربیع الاول	شعبان المعظم
	رمضان		شوال	ذیعقد	رجب	ذی الحجہ	
۱	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
۲	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ
۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ
۴	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۵	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ
۶	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ

(موذن الاوقات)

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان